کتاب اللہ کا فیصلہ

مصنفہ:

مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

ناشر:

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ

کتاب اللہ

کا

فیصلہ

○

مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

○

النّاشر:

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ

طبع اوّل ــــــــــ اپریل ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قرآنِ مجید کی شانِ حاکمیت

قرآن مجید خدائے عزّوجل کی آخری اور کامل و مکمل شریعت ہے۔ جو دنیا بھر کے دینی مباحث و مسائل حل کرنے کے لئے واضح دستیاب، دائمی منصف اور مستقل جج کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:-

"اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝" (طارق: ۱۴)

یعنی جس قدر متنازعہ امور ہیں۔ سب کا فیصلہ یہ کتاب کرتی ہے۔ نیز فرمایا:-

"اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝" (الانعام: ۱۱۵)

ترجمہ:- "میں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور حَکَم جو مجھ میں اور تم میں فیصلہ کرے مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ وہی ہے جس نے تم پر مفصل کتاب نازل کی۔ سو جن کو اس کتاب کا علم ہو گیا ہے۔ وہ اس کا منجانب اللہ ہونا خوب جانتے ہیں۔ سو تو شک کرنے والوں میں مت ہو"

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کتاب اللہ کی اس حاکمانہ شان کا تذکرہ ان الفاظ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہے مسائل مختلفہ

میں فیصلہ کرنے اور حق پانے کے واسطے مسلمانوں کو اوّل قرآن ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔" (ملفوظات جلد ۱۔صفحہ ۲۵۵)

آپؑ نے مسلمانانِ عالم کو یہ فراموش شدہ سبق یاد دلاتے ہوئے ہر طالب حق کو نہایت درد و سوز سے یہ دعوت دی ہے۔

"منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ میں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ میں اپنے دعوی کو منہاج نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جائے۔" (الیضاً۔جلد ۴ صفحہ ۳۴)

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

قرآن حمید کا یہ بے مثال معجزہ اور نشان ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام میں متعدد ایسے اصول متعین فرمائے گئے ہیں جن سے ہر ایک مامور من اللہ کی حقانیت اور صداقت بآسانی معلوم کی جا سکتی ہے۔ ذیل میں بطور نمونہ چھ قرآنی اصول۔ ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں:۔

پہلا اصول (علیٰ وجہ البصیرت دعوت الی اللہ)

قرآن مجید میں ہے:۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا

وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ (یوسف: ۱۰۹)

تو کہہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور میرے پیرو علیٰ وجہ البصیرت اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے۔ قرآن سے پایا۔ ہم نے اس خدا کی آواز سُنی اور اس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بُلاتے ہیں۔" (کتاب البریہ صفحہ ۶۵)

آپؑ نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور (۱۸۹۶ء) میں باآواز بلند اعلان فرمایا:۔

"ایک اسلام ہی ہے جس میں خدا بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا ہے۔ وہ اس کے اندر بولتا ہے اور اس کے دل میں اپنا تخت بناتا اور اس کے اندر سے اُسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے۔ میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

ے وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اس کے برعکس اہلِ حدیث کے مشہور ایڈووکیٹ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے اسی جلسہ میں نہایت بےبسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ تسلیم کرلیا کہ :-

"امتِ محمدیہ کے بزرگ ختم ہوچکے بےشک وارثِ انبیاء و ولی تھے۔ وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے۔ لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیرِ زمین ہوگئے۔ آج اسلام ان کرامات والوں سے خالی ہے اور ہم کو گزشتہ اخیار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے ہم نہیں دکھا سکتے۔"
(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۴۶۔ طبع دوم)

حالانکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (۸۰ھ — ۱۴۸ھ) کا قول ہے کہ :-

"الہام مقبول کا وصف ہے اور بغیر الہام استدلال کرنا مردود ول کا کام ہے۔" (تذکرۃ الاولیاء باب ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے :-

"ما انا علیہ واصحابی" (ترمذی جلد ۲۔ ابواب الایمان)

یعنی خدا کے نزدیک حقیقی مسلمان وہ فرقہ ہوگا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر (یعنی علیٰ وجہ البصیرت اللہ کی طرف بلانے والا) ہوگا۔

یہ ارشاد نبوی دراصل مندرجہ بالا قرآنی اصول ہی کی تفسیر ہے جس سے جماعت احمدیہ کے منفرد اور امتیازی مقام کی نشان دہی میں بھاری مدد ملتی ہے — اے کاش کوئی خدا ترس اس پر غور کرے۔

دُوسرا اصُول (اظہار علی الغیب)

قرآن میں ہے:۔

"فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"

(جن ۲۷-۲۸)

ترجمہ: "غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب او غیب اس کے قبضہ میں ہے یہ تصرف علم غیب بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۶)

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی بے شمار غیبی خبروں میں سے جو روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہیں بطور مثال صرف ایک پیشگوئی ملاحظہ ہو آپ نے ۱۸۹۱ء میں اپنے دعوئ مسیحیت کی پہلی کتاب "فتح اسلام" میں یہ خبر دی کہ:۔

"تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے؟ ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کروگے۔"

(صفحہ ۴۷)

یہ پیشگوئی کس شان سے ظہور پذیر ہو رہی ہے؟ اس کا حیرت انگیز اعتراف جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"ہمارا ضابطہ قیام وارتقاء یہ ہے مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ۔ ہر وہ چیز جو انسانیت کے لئے نفع رساں ہوا سے زمین پر

قیام و بقا عطا ہوتا ہے ...... قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اوّلین اہمیت اُس جدوجہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر دہ غیر ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔ تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں۔ سید المرسلینؐ کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن اور سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔"

"غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام صرف اسی اصول" نفع رسانی" کی وجہ سے قادیانیت کے بقا اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے۔ ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ خود ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔ ۱۹۸۲ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی عین انہی دنوں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمۂ قرآن کو مکمل کر چکے تھے۔ اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے گویا وہ زبانِ حالی و قالی کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملتِ اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ سبھی آپ لوگ" کافر" قرار

دینے کے لئے پر تول رہے ہیں ہم غیر مسلمانوں کے سامنے قرآن اُن کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔"

(المنیر لائلپور۔ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰)

تیسرا اصول (نصرتِ الٰہی)

اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے:۔

" اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ۝" (مومن ع ۵۲)

ترجمہ: " ہمارا قانون قدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمانداروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔" (براہین احمدیہ جلد پنجم)

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اس آیت کو بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

" اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے میں اُس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں .... وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جس نے راستبازوں کو غالب کر دکھایا ہے۔ اس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان کی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف

آئی اور آرہی ہے۔" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۱۶)

نیز لکھتے ہیں:۔

"کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جاتا اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے۔ مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں، اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔" (نزول المسیح۔ صفحہ ۴ تا ۸)

مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور اپنے قلم سے نصرت کا اس عظیم نشان صداقت کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا۔ ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین دہلوی[1]۔ مولانا انور شاہ دیوبندی[2]۔ مولانا قاضی سید سلیمان منصورپوری[3] مولانا محمد حسین بٹالوی[4]۔ مولانا عبدالجبار غزنوی[5]۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری[6] اور

---

[1] وفات ۱۹۰۲ء [2] وفات ۱۹۳۲ء [3] وفات ۱۹۳۰ء [4] وفات ۱۹۲۰ء

[5] وفات ۱۹۱۳ء [6]۔ وفات ۱۹۴۸ء

دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور اُن کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔........ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے..... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر (نور اللہ مرقدہم و برد مضاجعہم) کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف نور روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں (گزشتہ ہفتہ روس اور امریکہ کے دو سائنسدان ربوہ وارد ہوئے) اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو۔"

۱۹۵۳ء کے وسیع ترین فسادات کے بعد جن لوگوں کو یہ وہم لاحق ہوگیا ہے کہ قادیانیت ختم ہوگئی یا اس کی ترقی رک گئی۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ بلدیاتی اداروں میں بلکہ (بعض اطلاعات کی بنا پر) مغربی پاکستان اسمبلی میں قادیانی ممبر منتخب کئے گئے ہیں۔"

(المنیر ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مارچ ۱۸۸۹ء میں یعنی قیام جماعت احمدیہ سے بھی سات سال

قبل یہ بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی :۔

"یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ" (براہین احمدیہ سوم صفحہ ۲۴۱)

یعنی " تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔" (ایضاً)

جناب مولوی عبدالرحیم اشرف کے قلم سے اس وعدۂ الٰہی کے شاندار ظہور کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:۔

" قادیانیوں نے گزشتہ پچاس سال میں اندرون اور بیرون ملک اپنی قومی زندگی کو قائم رکھنے اور قادیانی تحریک کو عام کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کی ہے۔ اس کا یہ پہلو نمایاں ہے کہ انھوں نے اس کے لئے ایثار و قربانی سے کام لیا ہے۔ ملک میں ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی ۔ دنیوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں۔"

"ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اس سراب کو حقیقت سمجھ کر اس کے لئے جان و مال اور دنیوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی۔"

"تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب کی یہ واحد جماعت تھی جس کے سرکاری خزانہ میں اپنے معتقدین کے لاکھوں روپے جمع تھے۔ اور جب یہاں مہاجرین کی اکثریت بے سہارا ہو کر آئی تو قادیانیوں کا یہ سرمایہ جوں کا توں محفوظ پہنچ چکا تھا اور اس سے ہزاروں قادیانی بغیر کسی کاوش کے از سر نو بحال ہو گئے۔ پھر یہ موضوع بھی مستحق توجہ ہے کہ یہ وہ جماعت ہے جس کے ۳۱۳ افراد تقسیم کے بعد سے آج تک قادیان میں موجود ہیں اور وہاں اپنے مشن کے لئے کوشاں بھی ہیں اور منظم بھی ...... قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ تبلیغی نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے۔ کہ بھارت۔ کشمیر۔ انڈونیشیا۔ اسرائیل۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ دمشق۔ نائیجیریا۔ افریقی علاقے اور پاکستان کی تمام قادیانی جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں اور ان کے بعض دوسرے ملک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپوں کی جائیدادیں "صدر انجمن احمدیہ ربوہ" اور "صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے نام وقف کر رکھی ہیں۔" (ہفت روزہ المنبر ۲ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰)

سید محمد انور شاہ صاحب دیوبندی (فرزند مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری) نے حال ہی میں اعتراف کیا ہے کہ:۔

"قادیانیوں کی تنظیم، اپنی تبلیغ کے لئے ان کا ایثار اور مستعدی اپنے مشن کے لئے ان کی فداکاری ایک مثالی چیز ہے۔ مسلمان جب تک تنظیم

اور اشیار کی اس رُو تک نہیں پہنچیں گے انھیں قادیان اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوگی۔"

(چٹان ۔ ۱۰ فروری ۱۹۷۵ء ۔ صفحہ ۱۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ایک بار فرمایا تھا کہ:۔

"دیکھو کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پانی ہے بیج ہے۔ مگر پھر بھی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے جو سخت ناپاک ہوتی ہے۔ پس اس طرح ہمارے سلسلہ کے لئے بھی گندی مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۰)

اس ضمن میں بھی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر کا چشم دید اور واقعاتی شہادت پر مبنی بیان عرصہ سے شائع شدہ ہے۔ چنانچہ آپ واضح لفظوں میں فرماتے ہیں:۔

"اس وقت جو کوشش تحفظ ختم نبوت کے نام سے قادیانیت کے خلاف جاری ہے قطع نظر اس کے کہ اس کوشش کا اصل محرک خلوص۔ خدا کے دین کی حفاظت کا جذبہ ہے یا حقیقی وجہ معاشی اور تعفنی ذہن کے رجحانات کا مظاہرہ ہے۔ ہمارا رائے میں یہ کوشش نہ صرف یہ کہ اس مسئلہ کے حل کرنے کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ ہم علیٰ وجہ البصیرت کامل یقین و اذعان کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ جدوجہد قادیانی شجرہ کے بار آور ہونے کے لئے مفید کھاد کی حیثیت رکھتی ہے۔"

(المنبر ۔ ۱۲ جولائی ۱۹۵۶ء صفحہ ۷)

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار (مسیح موعودؑ)

چوتھا اصول (کاذب مدعی ماموریت کی ہلاکت)

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝" (الحاقہ: ۴۵ تا ۴۸)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ اس آیت کریمہ کا ترجمہ و تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر لوگوں کو سناتا اور اس کو میری طرف منسوب کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے حالانکہ وہ خدا کا کلام نہ ہو تو تو ہلاک ہو جائے گا۔ اور یہی دلیل صداقت نبوت محمدیہ مولوی آل حسن[1] صاحب اور مولوی رحمت اللہ[2] صاحب نے نصاریٰ کے سامنے پیش کی تھی جو وہ اس کا جواب نہ دے سکے اور اب یہی دلیل قرآنی ہم اپنے دعویٰ کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۱۳-۳۱۴)

---

[1] ازالۃ الاوہام۔ (مؤلفہ مولوی آل حسن صاحب متوفی ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۷ء)
[2] اظہار حق۔ (مصنفہ مولوی رحمت اللہ صاحب متوفی ۱۸۹۱ء)

"اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ہمارا یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ نہیں ہے تو کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالیٰ پر کسی نے افترا کیا ہو اور پھر اُسے مہلت دی گئی ہو۔ ہمارے سلئے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے اس صادق اور کامل نبیؐ کے زمانہ سے قریباً ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالیٰ نے اب تک ہم کو دیا .... ہم ایک مسلم صادق بلکہ جملہ صادقوں کے سرتاج صادقؐ کے زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں۔"

(الملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس دعویٰ کی تائید میں لکھتے ہیں:۔

"نظام عالم میں جہاں اور قوانینِ خداوندی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعیٔ نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ واقعاتِ گذشتہ سے بھی اس کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائے گا۔ ہلاک ہوگا"

(مقدمہ تفسیر ثنائی جلد ۱ صفحہ ۱۷ طبع اول)

اس اصول کے مطابق بھی حضور مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی آفتاب کی طرح روشن ہے

حضورؑ نے کیا ہی دردِ دل سے فرمایا تھا ؎

مَیں اگر کاذب ہوں کذابوں کی دیکھوں گا سزا
پر اگر صادق ہوں پھر کیا عذر ہے روزِ شمار

پانچواں اصُول (ضرورتِ زمانہ)

قرآنِ کریم میں ہے :-

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" (روم : ۴۲)

یعنی " دریا بھی بگڑ گئے اور خشک زمین بھی بگڑ گئی " مطلب یہ کہ جس قوم کے ہاتھ میں کتابِ آسمانی تھی وہ بھی بگڑ گئی اور جن کے ہاتھ میں کتابِ آسمانی نہیں تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ گئے۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۸)

اس آیت سے ثابت ہے کہ زمانہ کا عالمگیر فساد ایک آسمانی مصلح کی سچائی پر برہانِ ناطق ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"نہ صرف یہ کہ میں اِس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بُلایا ہے " (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم یادداشتیں)

؎ وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

عہدِ حاضر میں غیر مسلم اور کافر قوموں کا حال تو سب پر عیاں ہے خود دنیائے اسلام کا نقشہ کیا ہے؟ اس کا جواب مسجد حرام مکہ کے خطیب الشیخ محمد بن سبیل مدظلہ

کے الفاظ میں پیش کرنا مناسب ہوگا۔ انہوں نے بیت اللہ شریف کے سایہ میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

" انّ واقعَ المسلمین الیوم فی اکثر البلاد الاسلامیه مؤلم جدّاً - انه لمخالف ماعلیه الرّسول صلّی اللّٰه علیه وسلّم واصحابه - الیس فی اکثر البلاد الاسلامیه نری الرجل مُنْتَسِبًا بالاسلام و یقول انّهٗ مسلم ومع ذالك فلا ینفعهٗ اسلامُهٗ من ارتکاب الجرائم العظام - لا ینفعه اسلامُهٗ من الوباء واکل اموال النّاس والفجور ولا من حوانیت اللهو والخمور - لا ینفعه اسلامهٗ من الکذب وشهادة الزّور - لا ینفعه اسلامُهٗ من الغشّ وَالتّدلیس والخداع فی معاملات المسلمین - لا ینفعهٗ اسلامُهٗ من ترك الصّلوٰة والصیام لاینفعه اسلامُهٗ من ان ینسب المتمسکین بدینهم الی الجمود والتحجّر والی الرّجعیّة التأخّر - لیشوهو ن الحقّ بالقاب المنفّرة عند بعض السذج من الناس - لاینفعه اسلامهٗ من تفضیل طریقة الغربیّین ومذاهب الشرقیّین وَ افکار المنحرفین علیٰ طریقة الرّسول و صحبه - لا ینفعهٗ اسلامُهٗ من الحکم بالقوانین الوضعیة ونبذ القرآن والاحادیث النّبویّة - لا ینفعهٗ اسلامُهٗ من

إلصاق العيوب بالشريعة الاسلامية وادخال فيها ماليس."

"ونبيذ هيوب بمذهب الاشتراكية ويُسخِرُون الأقلام وَالأَلسن بالدعوة اليها ونياموت الذهريين ولُوالوالد الشيوعيين ويُنكرون لدين الله ولعباد الله من المؤمنين - ايّها المسلمون! لانصر ولاعز ولا تقدّم ولا رُقيّ الاّ بالتمسّك بكتاب الله والإهتداء بهدي نبيّه والاجتماع تحت راية الاسلام اسلامًا حقيقيًا عقيدةً وعلمًا وتحكيمًا۔"

(اخبار العالم الاسلامی - ۱۵ شعبان ۱۳۹۲ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۴)

ترجمہ: آج اکثر بلاد اسلامیہ کے مسلمانوں کی کیفیت سخت الم انگیز ہے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہؓ کی روش کے مخالف ہو چکا ہے کیا اکثر مسلمان ممالک میں ہمیں ایسے لوگ نظر نہیں آتے جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے اور اپنے تئیں مسلم کہتے ہیں اور یا یں ہمہ ان کا اسلام انہیں بڑے بڑے جرائم سے نہیں روکتا۔ ان کا اسلام انھیں سُود اور لوگوں کے اموال کھانے اور فجور سے نہیں روکتا اور نہ رقص گاہوں اور شراب خانوں سے منع کرتا ہے اور نہ ان کا اسلام کذب بیانی اور جھوٹی گواہی سے انھیں روکتا ہے۔ نہ ان کا اسلام انھیں مسلمانوں کے معاملات میں دھوکا۔ چالبازی اور فریب دہی سے

باز رکھتا ہے۔ نہ اُن کا اسلام انھیں نماز و روزہ کے چھوڑنے سے روکتا ہے۔ ان کا اسلام انہیں اس بات سے بھی نہیں روکتا کہ دین کو مضبوطی سے اختیار کرنے والے لوگوں کو جمود اور بے حسی اور قدامت پسندی اور پسماندگی کی طرف منسوب نہ کریں۔ وہ حق کو نفرت انگیز القاب کے ذریعہ بعض سادہ لوح لوگوں کے سامنے بدنما بناتے ہیں۔ ان کا اسلام انہیں اس سے بھی نہیں روکتا ہے کہ غیبیین کے طریقہ اور شرقیین کے مذاہب اور منحرفین کے افکار کو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی سنت پر فضیلت نہ دیں۔ اُن کا اسلام قرآن اور احادیثِ نبویہؐ کو پسِ پشت ڈال کر خود ساختہ قوانین کے فیصلہ سے بھی اُنہیں نہیں روکتا اور اُن کا اسلام انہیں اس بات سے بھی نہیں روکتا کہ شریعتِ اسلامیہ کو عیوب اور نقائص کا تختہ مشق بنائیں اور اس میں ایسی باتوں کو بے جا طور پر داخل کریں جو درحقیقت اس کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ اشتراکی مذہب رکھتے ہیں۔ اور اپنے قلموں اور زبانوں کو اس کی دعوت کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ وہ دہریوں کی مدد کرتے اور کمیونسٹوں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور خدا کے دین اور خدا کے مومن بندوں سے بیگانگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اے مسلمانو! کوئی نصرت، کوئی عزت، کوئی ترقی، کوئی بلندی کتاب اللہ سے وابستگی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے رہنمائی حاصل کرنے اور اس اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوئے بغیر ممکن نہیں۔ جو

اپنے عقیدہ، علم، اور قول فیصل[1] ہونے کے اعتبار سے حقیقی اسلام ہے۔
جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر کے صاحبزادے جناب خالد اشرف صاحب نے رسالہ المنبر ۲۴ اگست ۱۹۷۳ء میں لکھا :-

"خدا کے نام پر حاصل کی ہوئی سلطنت میں خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے کے باوجود کئی چھوٹے بڑے خدا گھڑے اور ان کی پوجا کی مزاروں کو سجدے کئے۔ خدا کے برگزیدہ انسانوں کو حاجت روا اور مشکلکشا ٹھہرا کر وحدہٗ لاشریک معبود کا شریک بنایا گیا۔ کیا قوم نوحؑ کا جرم اس سے مختلف تھا؟..... ہماری قوم کے نوجوان اس (زنا) کے رسیا ہو گئے تو پھر قوم لوطؑ کی طرح ہم اس تباہی سے کیونکر بچ سکیں گے..... کیا قوم عاد کی عیاشیاں ہم سے بڑھی ہوئی تھیں؟...... ہم نے خدا سے عہد کرکے اس کی خلاف ورزی کی اور پوری قوم نے اسلام کو ترک کرکے کفر کو اپنایا۔ خدا اور اس کے دین سے منہ موڑ کر پوری قوم نے کفر کے حق میں ووٹ[2] دیا"

---

[1] اس قرآنی حقیقت کی طرف اشارہ ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون (مائدہ) یعنی جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں گے۔ وہی کافر ہیں۔
(تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۳۷۰-۳۷۱)

[2] قرآن مجید میں ہے۔ وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (انعام ع ۱۴) یعنی "سن رکھو اگر تو زمین کے باشندوں میں سے اکثریت کے پیچھے چلا تو ضرور تجھ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے کیونکہ وہ تو صرف اپنے خیالات پر چلتے ہیں اور نری اٹکلیں ہی دوڑاتے ہیں"
(ترجمہ از تفسیر ثنائی)

خود مولوی عبدالرحیم صاحب اشرفؔ نے مسلمانوں کی کرب انگیز دینی و اخلاقی و روحانی کیفیت پر بار بار روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں موصوف نے مندرجہ ذیل پہلو بھی پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"ختمِ نبوت کا ایک لازمی تقاضا یہ تھا کہ امتِ محمدیہ بنیانِ مرصوص کی حیثیت سے قائم علی الحق رہتی اس کے جملہ مکاتیب فکر اور تمام فرقوں کے مابین دین کی اساسات پر اس نوع کا اتحاد ہوتا جس نوع کا اتحاد ایک صحیح الذہن امت میں ہونا ناگزیر تھا لیکن غور کیجیے کیا ایسا ہوا؟ بلاشبہ ہم نے متعدد مراحل پر اتحادِ امت کے تصور کو پیش کیا اور سب سے زیادہ قادیانیوں کے خلاف مناظرہ کے سٹیج سے ڈائرکٹ ایکشن کے ویرانے تک ہم نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کے تمام فرقے "یکجان" ہیں۔ لیکن کیا حقیقتاً ایسا تھا۔ کیا حالات کی شدید سے شدید تر نامساعدت کے باوجود ہماری تلوارِ تکفیر نیام میں داخل ہوئی؟ کیا ہولناک سے ہولناک تر واقعات نے ہمارے فسادی کی جنگ کو ٹھنڈا کیا؟ کیا کسی مرحلہ پر بھی "ہمارا فرقہ حق پر ہے اور باقی تمام جہنم کا ایندھن ہیں" کے نعرہ سے کان نامانوس ہوئے؟ اگر ان میں سے کوئی بات نہیں ہوئی تو بتائیے اس سوال کا کیا جواب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر ایمان رکھنے والی امت کے اگر تمام فرقے "کافر" ہیں اور ہر ایک دوسرے کو جہنمی کہتا ہے تو لامحالہ ایک ایسے

شخص کی ضرورت ہے جو سب کو اس کفر اور جہنم سے نکال کر اسلام اور جنت کا یقین دلا سکے۔"

(المنبر ۹ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۵)

مندرجہ بالا الفاظ مامورِ وقت کی ٹھیک ٹھیک آمد کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

چھٹا اصول (صادق کی تکذیب و استہزاء)

"یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔" (یٰسٓ ۳۱)

یعنی۔ "کوئی رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نے جو اس میں ما کے ساتھ حصر کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سچا ہے اس کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا ضرور کیا جاتا ہے۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء دچشمہ معرفت صفحہ ۲۱۸)

حدیث نبوی میں آخری زمانہ کی یہ خاص علامت لکھی ہے کہ :۔

"لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُجْعَلَ كِتَابُ اللّٰهِ عَارًا وَيَكُونُ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا ...... وَيُصَدَّقُ الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ الصَّادِقُ ...... وَيَقُومُ الْخُطَبَاءُ بِالْكَذِبِ فَيَجْعَلُونَ حَقِّي لِشِرَارِ أُمَّتِي فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِذَالِكَ وَرَضِيَ بِهِ لَمْ

یُرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ"۔

(طبرانی کبیر دابانہ ابو نصر و تاریخ ابن عساکر، بحوالہ مطابقۃ الاختراعات تالیف الامام المجتہد احمد بن الصدیق الغماری الحسنی مطبوعہ مصر صفحہ ۸۲)

ترجمہ :۔ "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ یہانتک کہ کتاب اللہ کو موجب عار سمجھا جائے گا اور اسلام کس مپرسی کی حالت میں ہوگا..... کاذب کی تصدیق اور صادق کی تکذیب کی جائے گی......خطیب جھوٹ بولیں گے اور میرے حق کو امت کے بدترین لوگوں کے سپرد کر دیں گے۔ جو شخص بھی اس میں ان کی تصدیق کرے گا اور اسے پسند کرے گا جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گا۔

قرآن حمید کے مندرجہ بالا اصول اور حدیث النبیؐ کی پیشگوئی کے مطابق بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا برحق ہونا الم نشرح ہے۔

معترضین کا رخ کردار

اس حقیقت کے ثبوت میں جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر "المنبر" کا درج ذیل تبصرہ خاص طور پر لائق مطالعہ ہے۔ موصوف "تحفظ ختم نبوت" جیسی تحریکات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"تحفظ ختم نبوت ہو یا مجلس احرار۔ ان دونوں کے نام سے آج تک قادیانیت کے خلاف جو کچھ کیا گیا ہے اس نے قادیانی مسئلے کو الجھایا ہے۔ ان حضرات کے اختیار کردہ طرز عمل نے راہ حق سے بھٹکنے والے

قادیانیوں کو اپنے اعتقاد میں پختگی کا مواد فراہم کیا ہے۔ اور جو لوگ مذبذب تھے انہیں بدعقیدگی کی جانب مزید دھکیلا ہے۔"

"استہزاء، اشتعال انگیزی، یاوہ گوئی، بے سوپا لفاظی، اس مقدس نام کے ذریعہ مالی غبن لادینی سیاست کے داؤ پیچ خلوص سے محروم اظہار جذبات، مثبت اخلاق فاضلہ سے تہی کردار، ناخدا ترسی سے بھر پور منفی لعنت کسی بھی غلط تحریک کو ختم نہیں کر سکتی۔ اور ملت اسلامیہ پاکستان کی ایک اہم محرومی یہ ہے کہ "مجلس احرار" اور "تحفظ ختم نبوت" کے نام سے جو کچھ کیا گیا ہے اس کا اکثر و بیشتر حصہ انہی عنوانات کی تفصیل ہے۔"

(المنیر لائلپور۔ ۲ جولائی ۱۹۵۶ء)

اس سلسلہ میں آپ نے جناب سید عطاء اللہ شاہ بخاری "امیر شریعت احرار" کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا:۔

"شاہ صاحب نے کہا کہ "حضور خاتم النبیینؐ نے میرے نام پیغام دیا ہے کہ میں ختم نبوت کے مسئلہ کو کامیابی سے چلاؤں...... شاہ صاحب کی جانب منسوب کردہ الفاظ اگر صحیح ہیں یا انھوں نے اس مفہوم کو بیان کیا ہے کہ حضور سرور کائنات روحی ونفسی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں منتخب فرمایا کہ وہ ختم نبوت کی حفاظت کریں اور اب شاہ صاحب اسی ارشاد رسالت کی تعمیل کے لئے شہر شہر گھوم پھر رہے ہیں۔ تو ہم کھ بھرے دل سے کہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے حضور اقدسؐ کی شان میں

(نادانستہ) ایسی گستاخی کی ہے جس سے وہ جتنی جلدی توبہ کرلیں ان کے لئے بہتر ہے۔"

"شاہ صاحب کی اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم، شاہ صاحب کی ان تقریروں کو جو تحفظ ختم نبوت کے نام پر آج ملک کر تے رہے اور اب کر رہے ہیں منظوری و پسندیدگی حاصل ہے اور اسی وجہ سے انھیں دربار رسالت سے یہ امتیاز عطا ہوا ہے کہ آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے انھیں اس عظیم کام کیلئے منتخب فرمایا گیا ہے اور ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی یہ تقریریں جو وہ قادیانیت کے خلاف کر رہے ہیں (جن میں سے آیات کی تلاوت اور ان کے بعض مطالب کی تبلیغ کا حصہ جو فی الحقیقت ان کی تقریروں کا ۱/۱۰۰۰۰ ہوگا مستثنیٰ کر لیا جائے) اگر انہیں دربار رسالت کی پسندیدگی حاصل ہے تو ہم اس اسلام کو جو کتاب و سنت میں پیش کیا گیا ہے اور جس میں ذہن، قلب، زبان اور اعضاء کو مسئولیت سے ڈرایا گیا ہے۔ خیر باد کہنے کو تیار ہیں۔

ہمارے نزدیک شاہ صاحب نے نہایت غلط سہارا لیا ہے اور مسلمانوں میں جو عقیدت رحمۃ اللعالمین بابی ہو وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود ہے اس سے نہایت غلط قسم کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے —— اور پھر اس میں جب ہم مزید دیکھتے ہیں کہ وہ اس خواب سے مراد یہ لیتے ہیں کہ "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر جو نظم (؟)

انھوں نے قائم کر رکھا ہے۔ حضور خاتم النبیینؐ بدحی و نفسی فداہ اس نظم کی تائید فرماتے ہیں تو ہماری روح لرز جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ نظم اور اس کے تحت متعین کردہ مبلغین کا کام اور اس کے نام پر حاصل کئے گئے صدقات، زکوٰتیں اور چندے اس بری طرح صرف ہونے کے باوجود انھیں پیغمبر امین کی پسندیدگی حاصل ہے تو ناگزیر ہے کہ ان تمام احادیث رسالت مآب کو نیست و نابود کر دیا جائے جن میں آپؐ نے مسلمانوں کے مال کے احترام کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور جن میں اموال المسلمین میں خیانت کو حرام اور موجب سزا بتلایا گیا ہے۔"

(ہفت روزہ المنبر لائلپور۔ ۹ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۴ کالم ۲-۱)

بانی جماعت اسلامی مولانا مودودی صاحب جیسے "مفکر اسلام" نے مجلس احرار کے کارنامہ "تحفظ ختم نبوت" کی نسبت اپنی رائے یہ دی :۔

"اس کارروائی سے دو باتیں میرے سامنے بالکل عیاں ہو گئیں :۔ ایک یہ کہ احرار کے سامنے اصل سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں ہے بلکہ نام اور سہرے کا ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کی جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤں پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رات کو بالاتفاق ایک قرارداد طے کرنے کے بعد چند آدمیوں نے الگ بیٹھ کر سازباز کیا ہے اور ایک دوسرا ریزولیوشن بطور خود لکھ لائے ہیں جو بہرحال کنونشن کی مقرر کردہ سبجیکٹس کمیٹی کا مرتب کیا ہوا نہیں ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ جو کام اس نیت اور ان طریقوں سے کیا جائے اس

بی کبھی خیر نہیں ہو سکتی اور اپنی اغراض کے لئے خدا اور رسول کے
نام سے کھیلنے والے جو مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں
کی طرح استعمال کریں اللہ کی تائید سے کبھی سرفراز نہیں ہو سکتے۔"
(ہفت روزہ المنبر لائلپور۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۵۵ء۔ صفحہ ۲)

دوسری طرف "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے راہ نماؤں نے جماعت اسلامی اور
اس کے قائد و بانی جناب سید ابو الاعلیٰ مودودی کو کیسے کیسے خطابات سے نوازا۔ اس
کی دلچسپ تفصیل مولانا عبد الرحیم صاحب اشرف کے الفاظ میں دی جاتی ہے۔ اُن کا
بیان ہے:-

"تحفظ ختم نبوت" کے فنڈ اور اس فنڈ سے حاصل کئے گئے با تنخواہ
"مبلغین" کو جماعت اسلامی کے خلاف تقاریر کی ٹریننگ کا اہتمام
کیا گیا۔ جس کی زمام کار مولوی لال حسین ایسے "محتاط" اور "شیریں مقال"
مناظر کے ہاتھوں میں سونپی گئی اور یہ کام بھی انہی کے سپرد کیا گیا کہ وہ ہر
شہر میں سیاسی کارکنوں کی میٹنگیں بلائیں اور ان میں مولانا مودودی اور
جماعت اسلامی کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے کا کام کریں۔ ان
مجالس میں مسلم لیگ۔ آزاد پاکستان پارٹی۔ جناح عوامی لیگ کے کارکنوں
کو بلایا جاتا اور اہلحدیث۔ دیوبندی۔ اور بریلوی حضرات کو دعوت دی
جاتی۔ انھیں یکجا کر کے مذہبی اور سیاسی اختلافات کے علاوہ یہ بات
عام طور پر کہی جاتی رہی کہ جماعت اسلامی کا کردار اور اس کے قائد
ابو الاعلیٰ مودودی کا اس طرز عمل سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مودودی

صاحب بیع مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک ہوتے اور رات کو ناظم الدین سے ملاقاتیں کرتے اور آخری مرتبہ مودودی صاحب نے تحریک تحفظ ختم نبوت سے یہ عظیم غداری کی کہ ناظم الدین سے یہ جا کر کہا کہ جماعت اسلامی تحریک سے الگ ہے۔ آپ جو چاہیں ان لوگوں سے سلوک کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی مشورہ پر ۲۶ فروری کو مجلس عمل کے رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد نوبت مارشل لا تک پہنچی جس میں مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی گئی اگر مودودی صاحب تحریک سے غداری نہ کرتے ...... تو کوئی نوجوان قتل نہ ہوتا۔"

(المنیر لائلپور - ۱۷ر جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۹)

پھر تحفظ ختم نبوت کانفرنس لائل پور میں "امیر شریعت" احرار مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے۔

"مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو غدار ۔ دروغ گو اور مستحق سزا مجرم ثابت کرنے کے بعد مباہلے کا چیلنج دے دیا۔"

(المنیر - ۱۷ر جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۹)

عبرت ناک حقائق

مندرجہ بالا عبرتناک اور تلخ حقائق ہر سچے اور مخلص مسلمان کے دل کو اس یقین سے بھر دیتے ہیں کہ نام نہاد "محافظین ختم نبوت" کی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر تنقید جہاں آپ کی صداقت کی دلیل ہے وہاں آیت یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ

کی روشنی میں اس کو آسمانی صداقت سے استہزاء اور مذاق کے سوا کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔

اس استہزاء میں مغالطہ۔ کتمانِ حق۔ جھوٹ اور اشتعال انگیزی کے سب اجزاء مکمل صورت میں موجود ہیں جیسا کہ درج ذیل چند اعتراضاتؔ کے تجزیہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

ایک غیر قرآنی نظریہ

عوام کو مغالطہ دینے کیلئے یہ خود ساختہ نظریہ پھیلایا جاتا ہے کہ ہر نبی کے آتے ہی نئی امت معرضِ وجود میں آجاتی ہے حالانکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کے ماننے والے ایک ہی امت ہیں اور ان سب کا مذہب اسلام ہے اور انبیاء کے حقیقی پیرو ہی خدا کے دفتر میں مسلمان اور ملتِ اسلامیہ کے فرد کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ یہ قرآنی حقیقت مندرجہ ذیل آیات کے یکجائی مطالعہ سے ثابت ہوتی ہے :۔

(۱) "إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝"

(الانبیاء : ۹۳)

(اے نبیو!) یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس تم میری ہی عبادت کرو۔

لہ مندرجہ رسالہ "قادیانیوں سے پہلا خطاب" ناشر مرکزی بزم ختم نبوت لائل پور۔

(۲) "وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۝" (الصّافات: ۸۳)
"ترجمان القرآن" حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت علامہ سیوطیؒ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ۔ نواب صدیق حسن خان اور علامہ احمد مصطفیٰ المراغی نے اس آیت کے معنی یہی کئے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر تھے اور ان کے متبع تھے۔

(۳) دعائے ابراہیمی ہے:۔
"رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَّكَ۔" (البقرۃ: ۱۲۹)
اے ہمارے رب ہم دونو کو مسلمان بنا دے اور ہماری ذریت کو بھی امت مسلمہ بنا دے۔

(۴) "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۝ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا" (الحج: ۷۹)
(اے مومنو!) اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین کو اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس سے پہلے کتاب میں بھی اور اس کتاب میں بھی۔

مندرجہ بالا آیات جس نقطۂ مرکزیہ کی نشاندہی کرتی ہیں ان کا فصیح و بلیغ خلاصہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ بیان ہوا ہے کہ:۔
"اَلْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ۔" (بخاری کتاب بدء الخلق)

تمام انبیاء مثل علاّتی بھائی کے ہیں۔ مائیں ان کی جُدا جُدا ہیں۔ مگر دین سب کا واحد ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بُوَد
گرچہ از حلقوم عبداللہ بُوَد

صرف اختلافِ شخصیّت

احمدیت کے مخالف حلقوں میں سب سے زیادہ جس نزاعی مبحث پر دیا جاتا ہے وہ مسئلہ ختم نبوت ہے۔ حالانکہ جماعتِ احمدیہ اور دوسرے مسلمان فرقوں میں ختم نبوت میں نہیں محض شخصیت میں اختلاف ہے۔ وجہ یہ کہ قرآن مجید میں یہ پیشگوئی موجود ہے:۔

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔" (سورۃ توبہ و الصف)

یعنی۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل صداقت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ اسلام کا کُل ادیانِ باطلہ پر عالمگیر غلبہ اس مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوگا۔ (جس کو حضور نے مسلم شریف میں چار دفعہ نبی اللہ کے نام سے یاد فرمایا ہے) چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

"يُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَيْرَ الْاِسْلَامِ" (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال جلد ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ اس کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی سب مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا۔
اس تفسیر کے عین مطابق گزشتہ تیرہ صدیوں کے اکابر امت خواہ ان کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہو یا اہل التشیع سے بالاتفاق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ کا وعدہ آخری زمانہ میں مسیح موعود و مہدی معہود کے ساتھ والبستہ ہے چنانچہ دنیائے اسلام کے مستند اور قدیم مفسر حضرت علامہ ابن جریر تحریر فرماتے ہیں:-

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ قَوْلِہٖ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ قَالَ حِیْنَ خُرُوْجِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ۔"

حضرت ابوہریرہؓ سے لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی نسبت مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ عیسیٰ بن مریم کے ظہور پر وقوع پذیر ہوگا۔

"عَنْ فُضَیْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ اَبَا جَعْفَرٍ یَقُوْلُ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ قَالَ اِذَا خَرَجَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اتَّبَعَہٗ اَهْلُ کُلِّ دِیْنٍ۔"

(تفسیر ابن جریرؓ مطبوعہ مصر زیر سورۃ صف)

فضیل بن مرزوق سے روایت ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابو جعفر سے سنا آپ نے لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی وضاحت فرمائی کہ جب عیسیٰ علیہ السلام خروج کریں گے سب اہل مذاہب ان کی پیروی کریں گے

نویں صدی ہجری کے شہرۂ آفاق مفسر حضرت علامہ سید حسین بن علی الواعظ الکاشفی الہروی (متوفی ۹۱۰ھ) فرماتے ہیں:-

"...... بوقت نزولِ عیسیٰ کہ ہمہ اہلِ زمین دینِ اسلام قبول کنند۔"
(تفسیر حسینی مترجم فارسی صفحہ ۸۸۴ زیر سورۃ صف مطبع کریمی بمبئی)
کہ دینِ اسلام کا عالمگیر غلبہ نزولِ عیسیٰ کے وقت ہوگا۔ جبکہ تمام اہلِ زمین دینِ اسلام قبول کرلیں گے۔

حضرت علامہ سُدّیؒ نے فرمایا:۔
"ذٰلِكَ عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ فِي الْاِسْلَامِ وَ اَدَّى الْخَرَاجَ۔"
(تفسیر غرائب القرآن از علامہ نظام الدین نیشا پوری برحاشیہ ابن جریرؒ)
غلبۂ دین کا وعدہ خروجِ مہدی علیہ السلام کے وقت پورا ہوگا۔ جبکہ ہر شخص حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گا اور خراج ادا کرے گا۔

شیعہ بزرگوں کی مشہور کتاب "بحار الانوار" جلد ۱۳ صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے:۔
"نَزَلَتْ فِي الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ"
کہ یہ آیت قائم آلِ محمد کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح شیعہ مسلک کی ایک اور کتاب "غایۃ المقصود" جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ پر ہے:۔
"مراد از رسول در ایں جا مہدی موعود است۔"
اسی جگہ رسول سے مراد مہدی موعود ہے۔

مندرجہ بالا تفاصیل سے عیاں ہے کہ آخری زمانہ میں عالمگیر غلبۂ اسلام کے لئے ایک رسول کی بعثت کا عقیدہ ہر مکتبِ فکر کے مسلمانوں میں قدیم سے چلا آتا ہے اور مسلّمہ ہے۔ احمدیوں کے نزدیک یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ مگر دوسرے مسلمان اس

موعود شخصیت کی آمد کے ابھی منتظر ہیں۔ ثابت ہوا کہ بنیادی نزاع ختم نبوت کا نہیں تعین شخصی کا ہے۔

تناقض کے الزام کی حقیقت

یہ اعتراض بھی اٹھایا جاتا ہے کہ اپنے دعویٰ کی نسبت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی تحریرات میں تضاد پایا جاتا ہے۔ کہیں اپنے تئیں غیر نبی لکھا ہے اور کہیں نبی۔

حق یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ۱۸۹۱ء سے لے کر آخر دم تک آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ ...... الخ کے مصداق ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ رسالت و نبوت کی دو تعریفوں کو مدنظر رکھ کر (جن میں سے پہلی رسمی اور دوسری الہامی و قرآنی تھی) دو الگ الگ زاویۂ نگاہ پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپؑ خود ہی فرماتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسولِ مقتداؐ سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس کے ساتھ ہی ہمیشہ آپؑ نے یہ وضاحت فرمائی ہے:۔

"یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہئیے اور ہرگز نہیں فراموش کرنی چاہئیے کہ

میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (ایضاً)

نیز واضح اعتراف کیا:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ۔ صفحہ ۲۴-۲۵)

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کا پس منظر

مشرق وسطیٰ کے قدیم بزرگ حضرت یحییٰ بن عقبؒ نے اپنے ایک الہامی قصیدہ میں مہدی موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان یہ بتلایا کہ:۔

"وَيَأْتِيْ بِالْبَرَاهِيْنَ اللَّوَاتِيْ۔ تُسَلِّمُهَا الْبَرِيَّةُ بِالْكَمَالِ"

(شمس المعارف الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۰۳ مؤلفہ شیخ احمد البونی المتوفیؒ ۶۲۲ھ)

یعنی مہدی معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لیے براہین لائے گا جس کو اس کے کمالات کی وجہ سے خلقت تسلیم کرے گی۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی حضرت بانی سلسلہؑ کی شہرۂ آفاق کتاب "براہین احمدیہ" (۱۸۸۰ء-۱۸۸۴ء) سے بھی پوری ہوئی جس کی نسبت مشہور اہلِ حدیث عالم مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے یہاں تک لکھا کہ:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ تا ۱۱)

براہین احمدیہ اس شان کی کتاب ہے کہ مخالفین احمدیت اس کے مضامین سے استفادہ ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے الفاظ تک کا سرقہ کرتے رہتے ہیں۔ بطور مثال رسالہ "مولوی" دہلی۔ رسول نمبر" (ماہ صفر ۱۳۵۴ھ) میں سید نذیر الحق صاحب سابق خطیب جامع مسجد دہلی کا خطبہ شائع شدہ ہے جس میں آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی جو تفسیر انہوں نے بیان کی ہے وہ معمولی تصرف کے ساتھ لفظاً لفظاً براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۰ تا ۲۰۶ ہی کے الفاظ میں درج ہے مگر خطیب صاحب نے اسے اپنی طرف منسوب فرما لیا ہے۔

افسوس ایک طرف تو یہ ذہنیت کارفرما ہے اور دوسری طرف اس بلند پایہ اسلامی شاہکار کی عظمت پر پردہ ڈالنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اس کی پچاس جلدوں کے لکھنے کا دعوہ کر کے لوگوں سے بہت سا چندہ لیا پھر پانچ

کی اشاعت پر اکتفا کر کے لکھا:—

"چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷)

جہاں تک براہین احمدیہ کے پچاس اجزا کے لئے کافی چندہ وصول کرنے کا تعلق ہے اس کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بابرکت مندرجہ ذیل تصریحات کافی ہیں:—

اوّل آپ نے ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو میر عباس علی صاحب لدھیانوی کو براہین احمدیہ کی نسبت یہ خاص ہدایت فرمائی کہ:—

"چونکہ یہ کام خالصاً خدا کے لئے اور خود حضرت احدیت کے ارادہ خاص سے ہے۔ اس لئے آپ اس کے خریداروں کی فراہمی میں یہ ملحوظ خاطر شریف رکھیں کہ کوئی ایسا خریدار شامل نہ ہو جس کی محض خرید و فروخت پر نظر ہو بلکہ جو لوگ دینی محبت سے مدد کرنا چاہتے ہیں انہیں کی خریداری مبارک اور بہتر ہے کیونکہ درحقیقت یہ کوئی خرید و فروخت کا کام نہیں۔" "اس کام میں جیسے جیسے عرصہ میں خداوند کریم سرمایہ کافی کسی حصہ کے چھپنے کے لئے حسب حکمت کاملہ خود میسر کرتا ہے اس عرصہ میں یہ کتاب چھپتی ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صـ۱)

دوم ۱۸۹۸ء میں اعلان فرمایا کہ:—

"اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہو گا کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ

مفت تقسیم کیا گیا ہے اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپے لئے گئے ہوں اور جن سے پچیس روپے لئے گئے وہ چند آدمی ہیں پھر......
دو مرتبہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہتا ہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انھوں نے کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی۔ اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی۔"

(اشتہار مشمولہ "ایام الصلح")

سوم۔ حضورؑ نے اپنی وفات سے دو برس قبل براہین احمدیہ حصہ پنجم شائع فرمائی جس میں بالوضاحت تحریر فرمایا :۔

"چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں۔ اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸ طبع اول)

جہاں تک پانچ کو پچاس قرار دینے کا تعلق ہے یہ دراصل بخاری شریف کی اس حدیث قدسی کی طرف لطیف اشارہ ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں مخاطب کر کے فرمایا :۔

"هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ" (بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد ا صفحہ ۱۰۔ مصری)

یعنی یہ پانچ نمازیں حقیقت میں پچاس ہی ہیں۔

علمی اور افادی حیثیت سے بالکل یہی صورت براہین احمدیہ کے پانچوں حصوں کی ہے[1]

چنانچہ حضورؑ نے براہین احمدیہ جلد پنجم کے شروع میں ہی لکھا ہے:۔

"میں نے پہلے ارادہ کیا کہ اثباتِ حقیّتِ اسلام کے لئے تین صد دلائل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا" (صفحہ ۵)

نیز فرمایا:۔

"لوگ کہتے ہیں کہ براہین میں جو دلائل کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا نہیں کیا حالانکہ براہین میں صداقت اسلام کے واسطے کئی لاکھ دلیل ہے"

(بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء۔ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۲۷)

سچ فرمایا قرآن مجید نے:۔

"وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا"

(سورۃ بقرہ ۲۷۰)

جس کو حکمت دی گئی اس کو مال کثیر دیا گیا۔

---

[1] حدیث نبوی میں ہے "لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا" (بخاری کتاب المغازی) جب میں کسی چیز کی قسم کھاتا ہوں پھر اس سے بہتر کوئی چیز پاتا ہوں تو بہتر کو اختیار کرتا ہوں۔

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا
لَنَا عِلْمٌ وَّ لِلْجُهَّالِ مَالٌ

ہم خدا تعالیٰ کی اس تقسیم پر خوش ہیں کہ اس نے ہمیں علم کی دولت عطا فرمائی اور جاہلوں کو مال دیا۔

آمین حضرت مسیحؑ کا عجیب و غریب تصور

عیسائی پادریوں کا عرصہ دراز سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ قرآن مجید کی اُن آیات کو پیش کرتے ہیں جن میں حضرت سیدنا مسیح ناصری علیہ السلام کی تعریف کی گئی ہے یہ بڑی لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ بانی اسلام کے لئے کبھی استعمال نہیں کئے گئے ثابت ہوا کہ سب نبی گناہگار ہیں اور معصوم اور منجی صرف یسوع مسیحؑ ہی ہیں (معاذ اللہ)

قدیم اسلامی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیب پرستوں کے یہ جارحانہ حربے کئی صدیوں سے جاری ہیں جن کا ایک دستاویزی ثبوت دسویں صدی ہجری کے متکلم اسلام حضرت علامہ عارف باللہ الشیخ ابو الفضل المالکی المسعودی کی مایہ ناز کتاب "المنتخب الجلیل من تخجیل من حرف الانجیل" ہے جو شوال ۹۴۲ھ (اپریل ۱۵۳۶ء) کی تالیف ہے۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی منادان دنوں قرآنی آیت إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ (النساء: ۱۷۲) سے فضیلت مسیحؑ کا خاص طور پر استدلال کیا کرتے تھے۔

حضرت علامہ الشیخ ابو الفضل المالکی المسعودیؒ نے اپنی تصنیف میں عیسائیوں کے

اس اعتراض کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا گیا ہے:-

"إنَّ الرّوح الآتيةَ ليست لعيسى بل هي لاستاذه الّذي عمّده يحيي بن زكريا لانه بشهادة الانجيل افضل منه اذ هو الّذي امتلأ من روح القدس في بطن أمّه ثم نشأ سيّداً وَّ حصُوراً وقلتم في انجيلكم ان يوحنا هذا كان لا يأكل ولا يشرب ولا يتناول خمراً مُسْكِراً ..... وانّه انتهض مثلَ المسيح الى الدعاء الى الله تعالى وعمّد الخلقَ حتّى عمّد المسيح فيمن عمّد وامّا المسيحُ فَلَمْ تأتِهِ الرّوح في قولكم الا بعد الثلاثين سنة من عمره على يد يوحنا شيخه واستاذه - بل اكل الخبز واللحم وشرب الخمر في زعمكم وحضر الدعوات وتناول نفيس الطعام ومسّت عليه امرأةٌ دهناً قيمتهُ ثلثمائة مثقال فلم ينكر عليها كل ذالك يشهد به انجيلكم واذا كان الامر على ما وصفتم من حال الرجلين صلوات الله عليهما فلا خفاء حينئذٍ بانّهُ افضل منه ويؤيّدهُ قول المسيح لم يتلد النّساء مثلَه وقد صرح الكتاب العزيز بسيادته فقال وسَيّداً وَّحَصُوْراً وَّ نَبِيّاً مِّنَ الصَّالِحِيْنَ وَناهيك بهذا الثّناء من رب العالمين"

(صفحہ ۱۸-۱۹ - مطبوعہ مطبعۃ التمدن عابدین مصر ۱۳۲۲ھ)

ترجمہ: (حضرت مریمؑ کے پاس) آنے والی روح عیسیٰ کے لئے نہیں آئی تھی

استاد یحییٰ بن زکریاؑ کے لئے تھی جنہوں نے آپ کو بپتسمہ دیا تھا وجہ یہ کہ یحییٰ انجیلی شہادت کے مطابق عیسیٰ سے افضل تھے۔ آپ ہی تھے جو اپنی والدہ کے بطن ہی میں روح القدس سے معمور ہو گئے تھے اور پھر سید اور حصور کی حیثیت میں نشوونما پائی۔ اور تم نے انجیل میں کہا کہ یہ یوحنا نہ کھاتے پیتے تھے اور نہ نشہ آور شراب پیتے تھے۔ یوحنا ہی تھے جو مسیح سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کے لئے متوجہ ہوئے اور لوگوں کو حتیٰ کہ مسیحؑ کو بھی بپتسمہ دیا لیکن مسیح کے پاس روح تمہارے قول کے مطابق اس کی عمر کے تیس سال بعد یوحنا کے ہاتھ پر آئی جو آپ کا مرشد واستاذ تھا یہی نہیں بلکہ مسیحؑ نے روٹی اور گوشت بھی کھایا اور تمہارے زعم میں شراب نوشی بھی کی اور دعوتوں میں بھی شریک ہوا اور نفیس کھانے تناول کئے اور ایک عورت نے ان پر تین سو مثقال کا قیمتی تیل ڈالا مگر وہ بُرا نہ مانے اور ان سب پر تمہاری انجیل شاہد ہے اور جبکہ تم نے خود ان دو انسانوں (صلوات اللہ علیہما) کا یہ وصف بیان کیا ہے تو اس میں اب کوئی اشتباہ نہیں رہ جاتا کہ یحییٰؑ عیسیٰؑ سے افضل تھے اور مسیحؑ کا یہ قول اس کا مؤید ہے کہ عورتوں نے یوحنا جیسا کوئی بچہ نہیں جنا۔ اور کتاب عزیز نے یحییٰؑ کی سیادت کی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ اور رب العلمین کی یہ تعریف وتوصیف تیرے لئے کافی ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان کے متعصب مسیحی مصنفوں نے اسلام کے خلاف

دشنام آلود، اشتعال انگیز اور زہریلا لٹریچر شائع کیا جس میں ایک بار پھر پوری شدت کے ساتھ قرآن مجید کے مسیح علیہ السلام سے متعلق تعریفی کلمات کے معنوں میں دجل و تلبیس سے کام لیا گیا اور سب مقدسوں اور پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گنہگار اور صرف یسوع مسیح کو معصوم اور نجات دہندہ ثابت کرنے کی مذموم اور ناکام کوشش کی گئی۔

اس ضمن میں "کرسچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ" کی شائع کردہ کتابوں میں سے "مسیح یا محمد" اور "بے گناہ نبی" خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو سنہ ۱۹۰۰ء میں ہزاروں کی تعداد میں چھپائی گئیں اور وسیع پیمانے پر ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک شائع کی گئیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے بے مثال عاشق رسول ؐ نے دشمنان اسلام کے اس حملہ کے جواب میں بالکل وہی علم کلام استعمال کیا جس کو صدیوں قبل حضرت علامہ الشیخ ابوالفضل المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا تھا اور اس طرح مسیحی حربہ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں۔

چنانچہ حضرت اقدس ؑ نے اپنی کتاب "دافع البلاء" (مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء) کے شروع میں ازروئے قرآن حضرت یحییٰ ؑ کو حضرت عیسیٰ ؑ سے افضل قرار دیتے ہوئے ببانگ دہل اس صداقت کا اعلان فرمایا کہ:-

"سچے منجی کو ہر ایک شخص چاہتا ہے اور اسی سے محبت کرتا ہے لیکن بلا شبہ اب دل اس کے شائق ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے ہم

میسح ابن مریمؑ کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا یہ اس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا۔"
(صفحہ ۳-۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس پر آشوب زمانہ میں دفاعِ اسلام کا جو شاندار کارنامہ انجام دیا اس نے لاکھوں عشاقِ رسولؐ کو آپؑ کا گرویدہ بنا دیا۔ مگر افسوس مسلمان کہلانے والے بعض علماء خلط اہراس جہادِ کبیر کو جو قرآنی دلائل سے آپ نے کیا حضرت سیدنا مسیحؑ کی ہتک سے تعبیر کرتے ہیں اور عیسائی لوگ بھی اُن کی حمایت کرتے اور کا سرِ صلیب کے پیدا کردہ "عظیم الشان لٹریچر کی مخالفت کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابھی پچھلے سال "پاکستان نیشنل کرسچین لیگ" کے صدر نے دنیا کے تمام عیسائی ملکوں کے سربراہوں سے کہا ہے کہ وہ:-

"یسوع مسیحؑ کے توہین آمیز لٹریچر کو فوراً ضبط کر لیں۔"
(روزنامہ امن کراچی۔ ۱۱ستمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۴)

برصغیر پاک و ہند کے عیسائی مولّف قرآن مجید کی معنوی تحریف کر کے یہ عقیدہ بھی بکثرت پھیلاتے چلے آرہے ہیں کہ:-

"ابراہیمی اسلام کا ختم المرسلین خداوند یسوع مسیح ہے۔"
(الفرقان حصہ دوم صفحہ ۱۰ مولفہ پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر چرچ ۱۹۰۵ء)

تحریکِ احمدیت کے خلاف مندرجہ بالا ناپاک گٹھ جوڑ اس بات کا فیصلہ کن ثبوت ہے کہ مؤلف علماءِ ظواہر کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلیٰ مقامِ ختمِ نبوت سے تو دور کا بھی تعلق نہیں البتہ عیسائی مذہب کی حمایت کا جوش ضرور ہے۔

ے ہمہ علمائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری با پدید آمد پرستارانِ میّت را

فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

O

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ قرآنِ مجید نے ایک مامور ربّانی اور مرسلِ یزدانی کی شناخت اور پہچان کے بوجھ نہایت واضح اصول مقرر فرمائے ہیں۔ اُن کی روشنی میں کتاب اللہ کا فیصلہ حضرت بانی جماعت احمدیہؑ ہی کے حق میں ہے۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ خوش نصیب جو قرآنِ عظیم کی آسمانی عدالت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے اور اس کے بے شمار انوار و برکات کے وارث بن جاتے ہیں۔

دردمندانہ خطاب

یہ مقالہ حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کے ایک دردناک خطاب پر ختم کیا جاتا ہے۔ آپؑ نہایت درد بھرے الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو! اُٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرّع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال

دیکھ لو اور نیز اُس نُور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اُس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۲-۵۳)

؎ یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ و بچار

پرنٹر: سید عبد الحی
(مطبوعہ: ضیاء الاسلام پریس ربوہ)